آج کا الجیریا

مسلم سجاد

آج کا الجیریا اپنی آزادی کی دوسری جنگ لڑ رہا ہے۔ اور فتح زیادہ دور نہیں۔ یہ فتح دوستوں سے زیادہ دشمنوں کو نظر آرہی ہے۔ دشمن کی صفوں میں دور دور تک ہلچل اور پریشانی ہے۔ الجیریا "آزاد" ہو گیا ' الجیریا میں عوام کے منتخب نمائندوں کو ان کا حق مل گیا' الجیریا میں اسلام حکمران ہو گیا تو زلزلہ آجائے گا۔ زلزلہ کی لہریں تیونس اور مراکش اور لیبیا میں پہنچیں گی۔ مصر بھی ہل جائے گا۔ فرانس ہی میں نہیں' پورے یورپ میں نوجوانوں میں اسلامی تحریک مضبوط ہو جائے گی (نیوز ویک ۷ فروری ' کے مطابق ' جس نے بحیرہ روم کے خطہ کا ایک نقشہ "زلزلہ کا منطقہ" کے عنوان سے دیا ہے)۔ ایران اور سوڈان کے بعد یہ تیسرا جھٹکا --- امریکہ کو اپنے خواب پریشان ہوتے نظر آرہے ہیں۔

مغرب' انسانی حقوق اور جمہوری اقدار کا چیمپئن بنتا ہے۔ لیکن ذرا سا وقت پڑنے پر اسے اپنا یہ لبادہ اتارنے میں ذرا تکلف نہیں ہوتا۔ بوسنیا ہو' کشمیر ہو' فلسطین ہو' یا الجیریا' اس کا حقیقی چہرہ آج سب کے سامنے ہے' وہ خود ہی نہ دیکھے تو نہ دیکھے ' دنیا تو دیکھ رہی ہے۔ ہم نے تو ۱۸۵۷ کی جنگِ آزادی میں ناکامی کے بعد' دنیا کو اخلاق و تہذیب کا درس دینے والے برطانیہ کا درندگی' بہیمیت اور شقاوت سے بھرا ہوا چہرہ دیکھا ہوا ہے۔(اگر یہ چہرہ ہماری نئی نسل کی نظروں سے اوجھل ہے تو قصور برطانیہ بہادر کا تو نہیں ہے)۔ آج کے الجیریا میں 'وہاں کی ناجائز حکومت اپنے شہریوں کے ساتھ جو ظلم و ستم روا رکھے ہوئے ہے ' انسانی حقوق جس طرح پامال کیے جارہے ہیں' جمہوری اقدار کو جس طرح ملیا میٹ کیا جا رہا ہے' وہ مغربی طاقتوں کی پشت پناہی اور آشیرباد کے بغیر ممکن نہیں۔

پس منظر

الجیریا 'افریقہ کے شمال میں مسلم دنیا کے "مغرب" کا اہم ملک ہے۔ ۲۴ لاکھ مربع کلو میٹر رقبہ' ڈھائی کروڑ آبادی' قدرتی وسائل سے مالا مال' پٹرول کے چشمے رواں۔ ۱۸۳۰ میں فرانس کے ۱۳۲ سالہ نوآبادیاتی دور کا آغاز ہوا۔ ایک طرف ظلم و ستم اور دوسری طرف جدوجہد اور قربانی کا یہ طویل دور بالآخر ۱۹۵۴ سے ۱۹۶۲ تک ۸ سالہ غیر معمولی تاریخی جنگِ آزادی کے نتیجے میں اختتام کو پہنچا۔ ظلم و ستم اور تعذیب کے کون سے حربے تھے جو پر عزم الجزائریوں پر فرانس کے "مہذب" حکمرانوں نے نہیں آزمائے' لیکن ۱۵ لاکھ شہدا کی قربانیاں لے کر انھیں ۵ جولائی ۱۹۶۲ کو رخصت ہونا پڑا۔ اقتدار قومی محاذ آزادی (FLN) کے ہاتھ میں آیا جس نے اپنے یکم نومبر ۱۹۵۴ کے اعلان میں "اسلامی حدود کے اندر" خود مختار جمہوری الجیریا کو اپنی منزل قرار دیا تھا۔

لیکن الجیریا کے عوام کی قسمت نہ بدلی۔ بن بیلا (۶۵-۱۹۶۲)' بومدین (۷۸-۱۹۶۵)' شاذلی بن جدید (۹۱-۱۹۷۹)' ایک کے بعد ایک آئے' لیکن عوام کو اپنے حکمران خود منتخب کرنے کا موقع نہ ملا۔ ملک مقروض ہوتا گیا' عوام مفلس ہوتے گئے اور حکمران طبقہ مال و دولت سمیٹتا رہا۔ اور اب حال یہ ہے کہ ملک ۲۶ بلین ڈالر کا مقروض ہے۔ افراطِ زر کی شرح ۲۲ فی صد اور بے روزگاری ۲۰ فیصد ہے۔ کارخانوں کی پیداوار نصف رہ گئی ہے (ٹائم' ۷ فروری)۔ ۱۹۹۳ کی برآمدات کا ۸۵ فی صد قرضوں کی ادائیگی میں گیا۔ اب آئی ایم ایف نے سکہ کی قیمت میں ۲۸ء۶ فی صد کمی کروا دی ہے۔ جمہوریت کا نام لے کر حکومت کرنے والے آمروں نے ملک کو اس حال پر پہنچایا کہ عوام چیخ اٹھے۔ اکتوبر ۱۹۸۸ میں عوامی تحریک چلی' جس میں فوج نے عوام پر گولیاں چلائیں اور ہسپتالوں کے بیان کے مطابق ایک ہزار سے زائد افراد ہلاک کر دیے گئے۔

یہ وقت تھا کہ اسلامک فرنٹ (FIS) نے مقبولیت حاصل کرنا شروع کی۔ فرنٹ کے دو قائدین شیخ عباس مدنی اور علی بن حاج ہیں۔ عباس مدنی قومی فرنٹ کے ممبر رہے ہیں۔ ۱۹۵۴ سے ۱۹۶۲ تک بیشتر وقت فرانسیسی جیلوں میں گزارا' لیکن جب آزادی کے قائدین نے اسلامی اصولوں کا نعرہ ترک کر کے سوشلزم کو اختیار کیا تو وہ قومی فرنٹ سے علیحدہ ہو گئے۔ ایجوکیشنل سائیکلوجی میں لندن سے پی ایچ ڈی ہیں۔ بن حاج ۴۰ سالہ رہنما ہیں جنھوں نے ابن تیمیہ' حسن البنا' اور دوسرے مشاہیر علما کی تصنیفات سے علم حاصل کیا ہے۔ ان دونوں رہنماؤں نے اپنی تقاریر میں بار بار کہا کہ وہ قومی خزانہ لوٹنے والوں کا احتساب کریں گے۔ اس سے غیر ملکی قرضے ادا کریں گے۔ ۱۹۶۲ سے اب تک کے تمام افسروں کے بارے میں تحقیقات کی جائیں گی۔ فرنٹ کی مقبولیت سے

حکمران پریشان تھے۔ انھوں نے انتخابات کے لیے ایسے قواعد وضوابط وضع کیے کہ فرنٹ انتخاب میں زیادہ کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

۱۲ جون ۱۹۹۰ کے بلدیاتی انتخاب میں اسلامک فرنٹ کو ۵۴ء۲۵ فی صد اور قومی فرنٹ کو صرف ۲۸ء۱۲ فی صد ووٹ ملے۔ عوام نے اسلامک فرنٹ کی قیادت پر اعتماد کا اظہار کیا' تاکہ ۱۹۵۴ میں جن مقاصد کے لیے الجیریا نے آزادی کی لڑائی شروع کی تھی ان کی تکمیل کی جائے۔ قومی انتخابات کے لیے ۲۷ جون ۹۱ کی تاریخ مقرر تھی۔ فوجی حکومت نے پھر قواعد تبدیل کیے تاکہ اسلامک فرنٹ کی فتح شکست میں بدل جائے۔ تاریخ بھی بڑھا دی۔ فرنٹ کی قیادت نے ایک روزہ امن ہڑتال کی۔ حکومت نے ریاست کی سلامتی کے بہانے قیادت کو گرفتار کر لیا۔ اب الیکشن کی تاریخ ۲۶ دسمبر ۹۱ تھی۔ اسلامک فرنٹ کے خلاف اس پہلی کارروائی پر یہ انعام ملا کہ فرانسیسی وزیر نے جولائی میں الجیریا آکر ۱۷۴ بلین فرانک کی امداد دی اور یورپی برادری نے دسمبر میں ایڈ پیکیج کے پہلے حصے کے طور پر ۱۷۵ ملین ارسال کیے۔ حکمرانوں اور ان کے پشت پناہوں کے اندازے تھے کہ قیادت جیل میں ہے' قواعد تبدیل کردیے گئے ہیں' اس لیے فرنٹ فتح حاصل نہیں کر سکے گا۔ الیکشن کو دو راؤنڈ میں اختتام پذیر ہونا تھا۔ لیکن پہلے ہی راؤنڈ کے نتائج نے دنیا کے بڑے بڑے دارالخلافوں میں کھل بلی مچا دی۔ اسلامک فرنٹ بیلٹ بکس کے ذریعہ اسلامی حکومت کے قیام کی منزل کے بالکل قریب پہنچ گیا تھا۔ ۲۳۲ میں سے ۱۸۸ نشستیں اس نے حاصل کر لی تھیں۔ سوشلسٹوں کو ۲۵ اور قومی فرنٹ کے حصے مین صرف ۱۶ آئی تھیں۔ دوسرے مرحلے کے بعد کسی بھی جمہوری قاعدے سے اسلامک فرنٹ کی الجیریا پر حکمرانی' الجیریا کے عوام کی خواہشات کی آئینہ دار ہوتی۔

فنانشل ٹائمز نے ۲۶ دسمبر ۹۱ کو لکھا:

> انھیں باہر رکھنا بہت مشکل ہو گا۔ نظر آرہا ہے کہ اسلامک فرنٹ مطلق اکثریت حاصل کرنے والا ہے۔ سمجھوتوں کے ذریعے بھی انھیں وہ ۲۸ نشستیں حاصل کرنے سے نہیں روکا جاسکتا جن کی انھیں ضرورت رہ گئی ہے۔

حکمرانوں کا ردِ عمل

جن عناصر کے ہاتھ میں اقتدار تھا ان کے سامنے اب دو راستے تھے۔ ایک وہ راستہ تھا جس پر چلنے کا تقاضا حبِّ وطن کرتا تھا' جس پر چلنا جمہوریت کا تقاضا تھا۔ انھوں نے ۳۰ سال الجیریا کے عوام کا استحصال کیا تھا۔ ان کے گاڑھے پسینے کی کمائی سے عیش ونشاط کی محفلیں سجائی تھیں۔ اب

عوام نے اپنی رائے کا کھلا اظہار کر دیا تھا۔ انھیں مسترد کر دیا تھا۔ انھوں نے ہر طرح کی رکاوٹوں اور اندیشوں کے باوجود، اس رائے کا اظہار کیا تھا کہ وہ ملک کا مستقبل اسلامک فرنٹ کے ہاتھوں میں دینا چاہتے ہیں۔ اقتدار کے حامل گروہ کے سامنے صاف اور سیدھا راستہ تھا کہ اگلا راؤنڈ منعقد کروا کے اقتدار انھیں منتقل کر دیتے۔

لیکن امتِ مسلمہ کی بدقسمتی یہ ہے کہ مغربی تعلیم یافتہ لوگ بہت روشن خیال اور لبرل بنتے ہیں اور اہلِ دین پر تنگ نظری اور تشدد کی پھبتیاں کستے ہیں، لیکن خود ان کا عمل ان پھبتیوں کا مصداق ہوتا ہے۔ جمہوریت ان کے "مذہب" کی بڑی اہم قدر ہے، لیکن جب ہی تک ہے جب اس کے ذریعہ انھیں حکومت ملے۔ جہاں انھیں محرومی کا اندیشہ ہوتا ہے وہ سب سے پہلے، ہر اصول کو بالائے طاق رکھ کر، اس کی بساط لپیٹ دیتے ہیں، اور اپنے ہی عوام پر، جو اسلحہ انھوں نے دشمن سے مقابلہ کے لیے اپنا پیٹ کاٹ کر فراہم کیا ہے، انھی پر تان کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔

مغربی ممالک کے قائدین بھی خوب ہیں۔ اپنے ملکوں میں تو پرامن انتخابات کے ذریعے انتقالِ اقتدار کرتے رہتے ہیں، لیکن ہم "پسماندہ" ملکوں کو وہ یہ آزادی دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ اگر ان کے مفادات کے محافظ گروہ کو اقتدار ملنے میں ذرا دیر ہو، ان کا استحقاق بھی واضح نہ ہو، تب بھی انھیں حکومت دلوانے کے لیے جمہوریت کی دہائی دے کر کھلے عام مداخلت میں تکلف محسوس نہیں کرتے۔ لیکن اگر عوام کی خواہشات کسی ایسی پارٹی کے حق میں واضح ہوں جو ان بیرونی طاقتوں کی منظورِ نظر نہ ہو، تو پھر فوج میں اپنے ایجنٹوں کو استعمال کر کے، بدترین ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا جاتا ہے۔ کاش مغرب کے عوام میں اتنی بیداری ہوتی کہ وہ اس ظلم میں ساتھ دینے سے اپنے حکمرانوں کو روکتے۔ کاش اس طرح کا ظلم و ستم ڈیماکریٹک یا لیبر پارٹی کو الیکشن جیتنے کے بعد اپنے ملک میں سہنا پڑے۔

ایسا کیوں کیا جاتا ہے۔ اگر حکمرانوں کے ہاتھ صاف ہوں تو انھیں اقتدار چھوڑنے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہیے۔ لیکن جب انھیں یہ نظر آئے کہ آنے والے نیک نیت اور دیانت دار ہیں تو انھیں اپنے کرتوتوں کا یومِ حساب نظر آنے لگتا ہے۔ یہ اتنے بدباطن ہوتے ہیں کہ ملک اور قوم کو داؤ پر لگانے اور ہزاروں بے گناہوں اور معصوموں کو ہلاک کرنے اور تعذیب دینے میں کوئی تامل نہیں کرتے۔

اسلامی قوتوں کو عوام کی تائید اور انتخابات میں فتح کے باوجود اقتدار سے محروم رکھنے کی ایک عجیب و غریب دلیل یہ دی جاتی ہے کہ "ایک آدمی ایک ووٹ" تو ٹھیک ہے، لیکن یہ صرف "ایک

ہی بار" نہ ہو۔ اسلامک فرنٹ سے اندیشہ ہے کہ ایک دفعہ اقتدار میں آگئے تو حکومت نہیں چھوڑیں گے۔ اب ہٹلر والی غلطی نہیں ہونا چاہیے! جو لوگ ۱۹۶۲ سے اقتدار میں ہیں' اور اب اس پر بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں کہ عوام نے ان کے خلاف کھلا فیصلہ دے دیا ہے' کیا وہ ہٹلر نہیں ہیں۔ اسلامک فرنٹ عوام کی حمایت سے محروم ہو کر اقتدار سے کس طرح چمٹا رہ سکے گا۔ ایران کی مثال سامنے ہے۔ وہ انقلابی بھی ہے' اسلامی بھی' لیکن پے در پے باقاعدگی سے انتخاب ہو رہے ہیں۔ سیکولرسٹوں کی اتنی مضبوط بین الاقوامی لابی ہے۔ اگر کوئی اسلامی حکومت انسانی حقوق کی ذرا بھی خلاف ورزی کرے تو ساری دنیا آسمان سر پر اٹھا لے گی۔ یہ تحفظ تو سیکولرسٹوں کو حاصل ہے کہ جو مظالم چاہیں کر لیں' مغربی پریس مذمت میں ایک لفظ نہیں کہتا' اور اسلامی دنیا بھی خاموش رہتی ہے۔

الجیریا کے حکمرانوں نے دوسرا راستہ اختیار کیا اور ملک کو دو سال میں اس حال کو پہنچا دیا کہ الامان والحفیظ!

۱۶ جنوری ۱۹۹۲ کے دوسرے راؤنڈ سے پہلے ہی" جمہوریت اور قومی مفادات" کے تحفظ کے نام پر' فوج کی آشیر باد اور مغربی طاقتوں کی منظوری سے' ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا گیا۔ ایک ہائی کونسل آف اسٹیٹ قائم کر دی گئی۔ بن جدید کی قربانی دے دی گئی' اور بوضیاف کو لا کر بٹھا دیا گیا۔

اسلامک فرنٹ نے اپنے پیروکاروں سے اپیل کی کہ ضبط سے کام لیں اور فوجی جنتا کو ظلم و ستم کے لیے عذر فراہم نہ کریں۔ لیکن شاید انھیں کسی بہانے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اسلامک فرنٹ کے ۲۴ فروری ۹۲ کے اعلانیہ کے مطابق: سرکاری فوجوں نے اسلامک فرنٹ کے ۱۵۰ حامیوں کو شہید کر دیا ہے' ۷۰۰ سے زائد کو زخمی کر دیا ہے' اور ۳۰ ہزار سے زیادہ افراد صحرا میں صلاح' تمیمون' اور گلہ' اضرار اور ریگان کے نظربندی کیمپوں میں ۴۷ درجہ شدید گرمی اور ناقابلِ بیان تکالیف کا شکار ہو رہے ہیں۔ ان میں ۲۰۰ میئر' علاقائی اسمبلیوں کے ۲۸ چیئرمین' اور ۱۰۹ پارلیمانی امیدوار شامل ہیں۔ (کیا اس طرح کا' یا اس کا ایک دسواں حصہ ظلم بھی' کسی اسلامی قوت نے سیکولرسٹوں پر کیا ہے؟)

لیکن یہ تو آغاز تھا۔ الجیریا کے دشمن اور ظالم حکمرانوں نے اپنے عوام پر ظلم و تعذیب کے جس نئے دور کا آغاز کیا وہ آج دو سال کے اختتام پر بھی جاری ہے۔ اس ظلم و ستم کا ایک نتیجہ یہ ہوا ہے کہ عوام کے اندر سے جوابی کارروائی کے لیے گروہ منظم ہوئے جنھوں نے فوج اور پولیس

سے کچھ ان کی زبان میں بات کی۔ اس پر فوجی اور ان کے حامی تلملا اٹھے۔ مسلمان ملکوں کے یہ ظالم فوجی حکمران چاہتے ہیں کہ اپنے نہتے بے بس شہریوں پر بندوقیں تان کر اپنی فتح اور امن کے جھنڈے گاڑ دیں۔ جب مقابلہ ہوا اور یہ کوئی برابر کا مقابلہ نہیں' تو اب انھیں مقابلے پر آنے والے مظلوم بڑے پر تشدد اور قاتل نظر آتے ہیں۔ اور یہ اس کا پروپیگنڈہ کر کے اسلام کا خوفناک چہرہ اپنے ان آقاؤں کو دکھاتے ہیں جو پہلے ہی اسلام کی خود اپنی بنائی ہوئی خیالی خوفناک تصویر سے ڈرے ہوئے ہیں۔ لیکن آئینہ میں خود اپنا انتہائی کریہہ 'ہولناک اور شرمناک حقیقی چہرہ دیکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

موجودہ صورتِ حال

ہائی اسٹیٹ کونسل کے نام پر جو ادارہ بنایا گیا وہ بھی صرف دکھانے کو' اصل اقتدار فوج کے پاس رہا۔ تبصروں میں مافیا اور "مقتدر قوت"(The Power) کے اشارے استعمال کیے جاتے ہیں' جون ۹۲ میں صدر بو ضیاف قتل کردیا گیا اور مخالف اور موافق سب ہی یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ قتل مقتدر قوت نے کروایا ' اس لیے کہ بو ضیاف مکمل اطاعت میں پس وپیش کرتے تھے۔ انھوں نے صدارت سنبھالنے پردی ہوئی تقریر پڑھنے کے بجائے خود اپنی تقریر کی اور بد عنوانیوں کی مذمت کی ۔(نیوز ویک' ۷ فروری ۹۴)

گذشتہ دوسالوں میں ساڑھے تین ہزار سے زائد افراد قتل کیے جا چکے ہیں۔ الجزائری اور مغربی ذرائع کا کہنا ہے کہ بنیاد پرستوں کو کچلنے کے لیے سیکورٹی فورسز نے ڈیتھ سکواڈ نامی خصوصی دستہ بنایا ہے۔ یہ کرفیو کے دوران اسلامسٹوں اور ان کے رشتہ داروں کو اغوا کر کے ہلاک کرتے ہیں اور نعشیں قریب ہی ڈال دیتے ہیں۔ پولیس اور فوج ہر اس گوریلے کو سزائے موت دیتے ہیں جو ان کے ہاتھ آجائے (ٹائم' ۷ فروری ۹۴)۔ انسدادِ فساد کے سکواڈ بازاروں میں گھومتے پھرتے ہیں۔ یہ نقاب پوش ہوتے ہیں تاکہ ان کی شناخت نہ ہو سکے۔ ایک اسلامسٹ کو اغوا کر کے قتل کر دیا جس کے جنازہ میں ۵۰ ہزار افراد نے شرکت کی (اکنامسٹ' ۱۱ فروری)۔ آہ! ملتِ اسلامیہ کے کیسے کیسے فرزند اس طرح رخصت کیے جا رہے ہیں!

عدالتوں کا یہ عالم ہے کہ وکیلوں پر پابندی ہے کہ جج کا نام ظاہر نہ کریں۔ اس "جرم" پر ۳ ماہ کی قید ہو جاتی ہے۔ لیکن کسی ایمنسٹی' کسی ہیومن رائٹس گروپ کو خبر نہیں ہوئی۔

" ناقابل تردید شہادتیں موجود ہیں کہ پولیس الجزیرہ کے بلکورٹ اور کوبہ ضلع میں کسی بھی پولیس والے کے قتل کیے جانے پر سابقہ قیدیوں میں سے کسی کو بھی ' ایک کے بجائے دو دو کو قتل

کر دیتے ہیں۔ دارالحکومت کے تین پولیس اسٹیشنوں میں ٹارچر معمول ہے۔ ۱۹۴۳ میں اتحادی افواج نے ہوائی حملہ سے بچاؤ کے لیے جو پناہ گاہیں بنائی تھیں ان میں ٹارچر سیل قائم کیے گئے ہیں۔ کرفیو کے اوقات میں ان عمارات سے پلاسٹک کے تھیلوں میں انسانی لاشیں باہر لا کر خفیہ طور پر دفن کر دی جاتی ہیں۔ شاکرجہ قید خانے میں چوہوں سے بھری کوٹھڑیوں میں قیدی کئی کئی ماہ کی قیدِ تنہائی گزارتے ہیں۔ مجھے ایک سابقہ قیدی نے دوسرے ساتھی کا یہ حال بتایا' کہ وہ "مقدمے" کے لیے لے جایا گیا' تو اس پر نظر پڑی کہ "جیسے غاروں کے زمانہ کا کوئی انسان' کندھوں تک بڑھے ہوئے بال' ایک ایک انچ کے ناخن' کانوں سے پیپ بہتی ہوئی' جسم جوؤں سے بھرا ہوا' ہڈیوں کا ڈھانچہ"۔

"۱۵ جنوری کو قصبہ لربہ میں فوج نے تلاشی کے بعد سات افراد --- طیب' محفوظ' حلیم' فخرالدین' محمد عقاد اور دو بھائی میجانی --- کو دیوار سے لگا کر شوٹ کر دیا۔ اس شام اسی جگہ پر احتجاجی مظاہرہ پر فائرنگ سے ۲ سالہ بچی اور اس کی دادی کو ہلاک کر دیا۔ ۲۳ جنوری کو بود واوا (دارالخلافہ سے ۳۰ میل دور) میں محمد سعید' عبداللہ' علی اور مسعود چار افراد کو دیوار سے لگا کر شوٹ کر دیا گیا"۔ (فرنٹیر پوسٹ' The Horror Story: Robert Fisk)۔

ان شواہد سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک برادر مسلمان ملک کے عوام پر کیا قیامت گزر رہی ہے۔ بیچارے فوجی حکمرانوں کو ملک کو اسلام کے قبضہ سے بچانے کے لیے کیا کچھ کرنا پڑ رہا ہے!

اس صورت حال کا ایک نتیجہ یہ ہے کہ غیر ملکی ملک چھوڑ چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ ۷۵ ہزار میں سے ۸۰'۹۰ فی صد ملک چھوڑ چکے ہیں۔ ۸ ہزار فرانسیسیوں میں سے ۵ ہزار جا چکے ہیں (ٹائم' ۲۷ دسمبر ۹۳)۔ بعض دنوں میں ۶'۶ ہزار ویزا کے خواہشمندوں کا ہجوم ہوتا ہے اور سیکیورٹی گارڈ کو مجمع قابو کرنے کے لیے ہوائی فائرنگ کرنا پڑتی ہے (لی مانڈے' ۲۹ دسمبر ۹۳)۔

الجزائر کے حکمران الزام لگاتے ہیں کہ اسلام پسند غیر ملکیوں کو ہلاک کر رہے ہیں۔ "خرطوم میں اسلامی بنیاد پرستوں کی حالیہ کانفرنس میں فرنٹ کے جلاوطن رکن قمرالدین خربانے خود کو غیر ملکیوں کے قتل کا قطعی مخالف قرار دیا" (نیوز ویک' ۳ فروری)۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر ناجائز مسلط حکمرانوں نے حقداروں کے لیے جگہ خالی کر دی ہوتی اور فرنٹ نے اپنی حکومت قائم کر لی ہوتی اور ملک ترقی و خوشحالی کی راہ پر گامزن ہو گیا ہوتا' تو کیا تب بھی غیر ملکی ملک چھوڑ کر جاتے۔ امن و امان کی شدید صورتِ حال تو عوام کی واضح مرضی کے خلاف مسلط رہنے سے پیدا ہو رہی ہے۔

حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے خود مغربی اخبارات یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ فرنٹ ضابطوں کی پابند جماعت ہے' اس لیے نوجوان اپنا گروپ G.I.A بنانے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ یہ بیشتر فنڈ نجی عطیات سے حاصل کرتے ہیں (نیوز ویک' ۷ فروری ۹۴)۔ معاملات اسلامی رہنماؤں کے ہاتھ سے نکل کر جنگجو اسلامسٹوں کے ہاتھ میں آتے جا رہے ہیں (ٹائم' ۷ فروری ۹۴)۔ اسلامی انقلابیوں کی عوام میں حمایت بڑھ رہی ہے۔ حکومت فرنٹ کی قیادت کو جتنے عرصے جیل میں رکھے گی' گوریلے اتنے ہی مضبوط ہوتے جائیں گے۔ (اکنامسٹ' ۱۱ فروری ۹۴)

اور اب حال یہ ہے کہ سینیئر فوجی افسر اعتراف کرتے ہیں کہ "وہ اپنے تمام ماتحت کپتانوں پر اعتماد نہیں کر سکتے۔ فوج کے اندر موجود "ففتھ کالمسٹ" پہلے ہی فوجی تنصیبات پر بعض بد ترین حملوں کے ذمہ دار سمجھے جاتے ہیں۔ فوجی منحرف ہو رہے ہیں اور بعض اوقات پوری بٹالین منحرف ہو جاتی ہے"۔ (اکنامسٹ' ۱۱ فروری ۹۱)

دیہات میں اور دارالحکومت کے مضافات میں اسلامی گوریلے آزادانہ گھومتے ہیں۔ انھوں نے اپنے علاقے قائم کر لیے ہیں جہاں مذہبی قوانین نافذ ہیں(ٹائم' ۷ فروری ۹۴)۔ملک کے بڑے بڑے علاقے حکومت کے کنٹرول سے باہر ہیں۔ جن لوگوں نے ملک میں سفر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حکومت کی حدود اختیار الجزیرہ' اوران' اور انبہ کے شہروں تک ہیں۔ کانسٹنٹائین بھی' کم سے کم رات کے وقت' حدود سے نکل جاتا ہے۔ (The Horror Story : Robert Fisk)

رسالہ ٹائم کے مطابق "فرانسیسی افسر قائل ہوتے جا رہے ہیں کہ موجودہ حکومت کا کنٹرول ختم ہوتا جا رہا ہے"۔ حکومت کے ایک دفاعی ماہر کا کہنا ہے کہ "ہمارے خیال میں بنیاد پرستوں کی فتح سے اب کوئی مفر نہیں ہے"۔ ایک سفارتکار کے الفاظ میں "الجزائری حکومت اپنے جال میں خود پھنس گئی ہے۔ واضح نہیں کہ وہ جال سے نکلتے بھی ہیں یا نہیں۔ اور یہ کہ وہ جال سے زندہ بھی نکلتے ہیں"؟

مہینوں کی گفت و شنید کے بعد اتفاق رائے کے لیے دو روزہ نیشنل کانفرنس منعقد کی گئی۔ افواہیں رہیں کہ حکومت نے فرنٹ کی قیادت سے رابطے کیے ہیں۔ اہم قیدی جیل سے نکال کر گھروں میں نظر بند کر دیے جائیں گے۔ لیکن یہ کانفرنس آغاز سے قبل ہی ناکام ہو چکی تھی۔

فوج نے وزیر دفاع کو ۳ سال کے لیے عارضی صدر مقرر کر دیا۔ لیکن سیاسی عناصر جانتے ہیں کہ اس کے بعد پھر ایک عارضی دور ہی آئے گا۔ یوں حکومت کا آخری جواز بھی ختم ہو گیا۔ کوئی بڑی جماعت اس کانفرنس میں شریک نہیں ہوئی۔ حکومت اپنے تمام تر فطری اتحادیوں سے محروم

ہو چکی ہے' پھر وہ کن سے مذاکرات کرنا چاہتی ہے۔ نشستیں ٹیچروں ' اکاؤنٹنٹوں اور ایسے گروپوں سے بھری ہوئی تھیں جن کا نام بھی کسی نے پہلے نہیں سنا۔ یہ کانفرنس مزید الجھاؤ'مزید تباہی اور جنگ میں مزید شدت کا راستہ ہموار کر گئی۔ (اکنامسٹ' نیوز ویک)

تازہ ترین صورتِ حال کا اندازہ مارچ ۹۴ کی اس خبر سے ہو سکتا ہے کہ "جنگجوؤں نے پہاڑی علاقے طازلت کے قید خانے سے ہزار سے زائد بنیاد پرستوں کو آزاد کرا لیا"۔ یہ جیل خانہ وہ ہے جس کی حفاظت کے غیر معمولی سخت انتظامات کیے گئے تھے۔ بعد کی اطلاعات کے مطابق سیکیورٹی فورسز نے ان میں سے ۲۴ افراد کو شہید کر دیا ہے' اور ۷۹ افراد دوبارہ گرفتار کر لیے ہیں۔ باقی لوگ تلاش کی ہر طرح کی کوششوں کے باوجود ابھی آزاد ہیں۔

مستقبل؟

اب کیا ہو گا--- بظاہر ابھی فوج نے براہ راست اقتدار نہیں سنبھالا ہے۔ لیکن وہ بھی جانتی ہے کہ یہ کوئی حل نہیں ہے۔ خود اس کی صفوں میں دراڑیں پڑ چکی ہیں جو بالکل فطری ہیں۔ اپنے ہی عوام پر کوئی فوج آخر کتنا ظلم کرے۔

مغربی آقاؤں کی نظر میں فوج سیکولر اقتدار کی آخری محافظ ہے۔ وہ اپنی تمام اقدار'جمہوریت' انسانی حقوق'عدل سب کو روندنے کے لیے تیار ہیں' لیکن اس گروہ کا ساتھ چھوڑنے پر تیار نہیں۔ امتِ مسلمہ کا المیہ یہ ہے کہ اس کے حکمران گروہ قوم کی گردنوں پر پیرِ تسمہ پا کی طرح مسلط ہیں۔ اسلحہ کی جو طاقت ان کو اس لیے فراہم کی جاتی ہے کہ وہ ملک و ملت کے دشمنوں کے آگے سینہ سپر ہوں وہ اسے لے کر اپنے بے بس شہریوں پر چڑھ دوڑتے ہیں۔

لبرل دانشوروں کو اندیشہ ہے کہ فوج کے کچھ عناصر' جنگجوؤں سے مل کر انقلاب نہ لے آئیں۔ الجیریا کے حالات میں ضرور یہ عملی امکان ہو گا' لیکن اُن دانشوروں کو یہ ضرور سوچنا چاہیے کہ اس کی نوبت کون لا رہا ہے۔ فرنٹ نے انتخابات جیتے۔ جمہوریت' لبرلزم اور سیکولرزم کے ہر اصول کے مطابق وہ اس ملک کے حقیقی حکمراں ہوتے۔ انھیں اس سے محروم کرنے کے لیے جدید دور کے تہذیب یافتہ حکمرانوں نے تہذیب کی ہر قدر کو روند ڈالا۔ اس کا کیا جواز ہے۔ اگر کوئی خونی انقلاب آتا ہے' اور سیکولرسٹوں کے کشتوں کے پشتے لگتے ہیں' تو اس کے ذمہ دار تو وہ خود یا ان کے مغربی آقا ہوں گے۔ اگر ۹۲ کے جون میں انتخابات کے بعد عباس مدنی' اور بن حاج جیسے معتدل مزاج' سنجیدہ اور اسلامی اقدار کا احترام کرنے والے قائدین حکمرانی کرتے' تو کیا الجیریا اس تباہی سے دوچار ہوتا؟

۲۰ مارچ کے "دی گارجین" ویکلی میں ڈیوڈ ہرسٹ نے الجیریا اور مصر میں بنیاد پرستوں کی "دہشت پسند تحریک" کا تقابلی مطالعہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ حیرت کی بات نہیں کہ دونوں حکومتوں میں اب ایک ہی بات مشترک ہے:

More and more Western and Arab forecasts of their collapse in more or less bloody chaos.

اگر ان حکمرانوں کو ملک سے' اپنی قوم سے --- اس قوم سے جس نے ان کی اپنے خون پسینے سے پرورش کی ہے' انھیں اتنے عرصے اتنے صبر سے برداشت کیا ہے --- کچھ بھی ہمدردی ہو' تو ان کے لیے یہ راستہ ہر وقت کھلا ہے کہ اپنے عوام کی خواہشات کے آگے سر جھکا کر' اپنا ہر انجام قبول کرلیں۔ جرمنی میں فرنٹ کے ترجمان نے کھل کر کہا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو مٹا نہیں سکتے۔ "جو دی پاور نہیں ہیں' اور اسلامی ریاست کے قیام کو تسلیم کرتے ہیں' ہم انھیں خوش آمدید کہیں گے"۔

عالم عرب میں الجیریا کے حکمرانوں کے کوئی خیر خواہ ہیں تو انھیں ان کو یہ مشورہ دینا چاہیے کہ اب بھی وہ اقتدار حقیقی حکمرانوں کے حوالے کر دیں' ۹۱ کے انتخابی نتائج کو تسلیم کرلیں' اور الجیریا کا مستقبل تباہ کرنے اور اس کے عوام کی زندگیوں سے کھیلنے سے باز آجائیں۔

کرنے کے کام

مغربی طاقتوں نے اپنے اوپر اسلامی بنیاد پرستوں کا ہوّا طاری کر لیا ہے۔ ۲ جنوری ' ۱۹۹۲ کو "گارجین" میں وکٹوریہ برٹین نے لکھا' "الجیریا جو عرصے سے تیسری دنیا کا رہنما ہے فرنٹ کے حکومت سنبھالنے کے بعد Catastrophic Upheavel کا سامنا کرے گا"۔ (عملاً تو نہ سنبھالنے دینے سے یہ صورت رونما ہوئی ہے!) فرانس کے ایک فوجی افسر نے کہا کہ ہمیں الجیریا کی موجودہ حکومت سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ مگر ہمارے لیے کیا چارہ کار ہے ؟ یا یہ 'یا بنیاد پرست --- یا ہیضہ یا طاعون۔ (کیوں نہ آپ وہ "طاعون" پسند کرلیں جو الجیریا کے عوام بھی چاہتے ہیں' آپ کی جمہوریت تو محفوظ رہ جائے گی)۔

اسلامی حکومت کے بارے میں مغرب کی "بدگمانی" کب تک رہے گی' اور کس طرح ختم ہو گی۔ جن پر بنیاد پرستی کا الزام ہے' انھیں اور جو بھی اسلام کا خیر خواہ ہے اسے' اس مسئلہ پر غور کرنا چاہیے ۔ اہلِ دانش اور مفکرین کو اس کے لیے سوچ سمجھ کر تدابیر اختیار کرنا چاہئیں' اور کسی

مسلمان حکمران کی کسی بھی وجہ سے بڑی طاقتوں کے دربار میں کچھ سنی جاتی ہے' تو اسے ان کو رویہ درست کرنے کی تلقین کرنا چاہیے' اندیشے دور کرنا چاہیے' حقائق سے آگاہ کرنا چاہیے۔

الجیریا کی صورتِ حال صرف مسلم دنیا کے لیے ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے لیے اور عالمی ضمیر کے لیے ایک چیلنج کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کے ہر خیر خواہ اور ہمدرد کا فرض ہے کہ وہ صورت حال کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہ کرے' ہر ممکن ذریعہ سے الجیریا کے حکمرانوں کو اور ان کے پشت پناہ حکمرانوں کو بتائے کہ اس سے ان کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے۔ مغربی معاشرہ کے عوام میں کھلے ذہن کے اور انصاف پسند کم نہیں ملیں گے' ان تک حقیقی صورتِ حال پہنچنا چاہیے۔ وہاں کے عوام اور ذرائع ابلاغ اپنی حکومتوں پر دباؤ ڈال کر' ان کی پالیسی پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ فرنٹ کی یورپی شاخ کے چیئرمین غفار الحواری ہیں۔ یہ تنظیم فرانسیسی اور عربی میں اپنا ترجمان ۲۰ سے ۳۰ ہزار شائع کر کے جمعہ کی نماز کے بعد تقسیم کرتی ہے۔ پابندی لگنے پر انھوں نے دوسرا نکالا' تیسرا نکالا۔ یہ کام صرف فرنٹ کے کرنے کا نہیں اور صرف مسلمانوں تک بات پہنچانے کا نہیں۔ ہر ملک میں منظم کام ہونا چاہیے' باہم رابطہ ہونا چاہیے' اور براہِ راست مغرب کے رائے ساز افراد (opinion makers) اور اداروں کو ہدف بنا کر حقائق اور واقعات سے آگاہ کرنا چاہیے۔

جو منظر آج کے الجیریا میں ہے' وہی کل کسی دوسرے ملک میں ہو سکتا ہے۔

اس کا مطالعہ راستے دکھانے کا باعث ہو سکتا ہے' خصوصاً ان حکمرانوں کو جن کے سامنے صحیح راستہ صاف اور کھلا ہوتا ہے لیکن وہ غلط راستے پر تباہی کی طرف چلتے ہیں' اپنی بھی اور قوم کی بھی۔ حیرانی ہوتی ہے کہ الجیریا کو غلامی میں رکھنے کی کوشش کرنے والوں کی نظر سے یہ حقیقت کس طرح اوجھل ہو گئی کہ اس الجیریا کے عوام نے پہلی جنگِ آزادی میں ۱۵ لاکھ جانوں کی تاریخی قربانی دی۔

الجیریا کے قائد بن حاج نے کیا خوب کہا ہے: وہ وقت کب آئے گا کہ غلام مسلمان اپنے آقا مغرب سے بغاوت کریں گے؟

وہ وقت آرہا ہے!